مقدمہ

Preamble

ہماری یہ کائنات دو طریقوں سے دیکھی جاتی ہے۔پہلی صورت سائنسی تحقیق ہے۔اسے عقلاً مشاہدات اور نظریات کے تحت جانا جاتا ہے۔ تجربات کی روشنی میں یہ تحقیقات ترقی کے منازل طے کرتی ہیں، لیکن یہ ترقی کبھی نہیں رکتی اور نہ کہیں رک سکتی ہے ۔کیوں کہ یہ کائنات اتنی وسیع ہے کہ انسان اس کا مکمل ادراک حاصل کرنے سے قاصر ہے۔۔دوسری صورت مذہب ہے۔اس میں کائنات کا خالق ازخود اپنے چنیدہ انسانوں(یعنی انبیاء) کے ذریعے اس سے متعلق ہمیں کچھ معلومات فراہم کرتا ہے۔ جیسے ، خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی گئی،بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ، یعنی (اللہ ہی) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے ،اور جب وہ کسی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے،ہو جاتو وہ کام ہو جاتا ہے،(البقرۃ : 117)۔

اشیاء کی حقیقتوں کو جس طرح کہ وہ ہیں طاقتِ بشری کے موافق جاننا "حکمت" کہلاتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُوَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًاوَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ،یعنی خدا جس کو چاہتا ہے حکمت و دانشمندی سے سرفراز کرتا ہے۔ اور جس کو حکمت دی گئی(گویا) اس کو خیر کثیر مل گیا، مگر وہی لوگ نصیحت لیتے ہیں جو صاحب عقل ہیں،(البقرۃ: 269)۔ چناں چہ ہمارے مذہبی حکما قرآن و سنت کی روشنی میں ، جسے فلسفۂ تصوف یا فلسفۂ اسلام کہا جاتا ہے،اس کائنات کی حقیقتوں کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

مولانا محمد عبد القدیر صدیقیؒ،(1870-1962)، سابق صدر شعبۂ دینیات، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن، انڈیا، نے ایک معرکۃ الا آرا کتاب "حکمت اسلامیہ" کے نام سے لکھی جس میں آپؒ نے نہ صرف تصوف کے کئی پہلو اجاگر کیے بلکہ مذہب اسلام کی روشنی میں کائنات اور اس کے خالق کے بارے میں بھی عالمانہ نکات بتائے۔ زیر نظر کتاب کی تیاری میں کائنات کی تخلیق کے مذہبی پہلوؤں کو بتلانے کے لیے مؤلف نے زیادہ تر مولانا صاحبؒ کے اس نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ چناں چہ اس کتاب کے نام کا دوسرا جز "حکمت اسلامیہ" اسی سے ماخوذ ہے۔

Siddiqui Publications

اس کتاب کے ابتدائی ابواب میں کائنات کے بارے میں موجودہ سائنسی تحقیقات کا بھی ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ تقابل کے لیے عقلی مشاہدات کا حاصل بھی سامنے رہے۔ ہر جانب سے حقائق ہی سامنے آتے ہیں جس سے انکار کرنا درست نہیں۔ یہاں صرف زاویہ نگاہ کی اہمیت ہے۔ جیسے ہم یہ جاننا چاہیں کہ کیا ہیرا یعنی Diamond ایک حقیقی شئے ہے؟

اس کے جواب میں عام لوگ یہی کہیں گے کہ بے شک حقیقی شئے ہے اور یہ ایک تراشا ہوا پتھر ہے۔ کسی زمینی ماہر سے پوچھو تو وہ کہے گا کہ دراصل یہ ایک معدن ہے جو کاربن کی صورتوں میں سے ایک ہے۔ کسی سائنسی فلاسفر سے پوچھو تو وہ اسے مادّہ کہے گا۔ کسی شہودی (یعنی وہ شخص جسے موجودات میں حق ہی حق نظر آئے) سے پوچھو تو وہ اسے اسمائے الٰہیہ کا ظہور کہے گا۔ جب کہ کسی وجودی (ایسا شخص جس پر آثار مرتب ہوتے ہوں اور ذات کا وہ مرتبہ جہاں صفات سلب ہو جائیں، یعنی فنا فی اللہ) سے پوچھو تو وہ اسے بھی ذاتِ حق ہی کہے گا۔

اللّٰھم ارنا حقائق الاشیاءکما ھی - اے اللہ! ہمیں اشیاء کی حقیقتیں دکھا، جیسی کہ وہ ہیں۔

محمد عبد الاحد صدیقی

جون 2013ء